اکائی ۴: نواصب الفعل و جوازمه

(فعل مضارع کو نصب دینے والے اور جزم دینے والے کلمات)

اکائی کے اجزا

4.1 مقصد
4.2 تمہید
4.3 نواصبِ فعل کا لغوی اور اصطلاحی معنی
4.4 فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف اور ان کا عمل
4.5 نواصب کے معانی اور مواقع استعمال
4.6 ''أنْ'' کہاں کہاں مقدّر ہو کر عمل کرتا ہے؟
4.7 خلاصۂ بحثِ نواصب
4.8 جوازم فعل کا لغوی اور اصطلاحی معنی
4.9 جوازم کا عمل
4.10 ایک فعل کو جزم دینے والے حروف
4.11 دو فعل کو جزم دینے والے الفاظ
4.12 ادواتِ شرط جازمہ کے معانی اور احکام
4.13 شرط و جزا کے کچھ احکام و شرائط
4.14 فاے جزائیہ کے مقامات
4.15 شرط و جزا کے احوال و احکام
4.16 جزم بالطلب کا مطلب اور صورتیں
4.17 خلاصۂ بحثِ جوازم
4.18 نمونے کے امتحانی سوالات
4.19 مطالعے کے لیے مُعاوِن کتابیں

4.1 :مقصد

اس اکائی کو پڑھ لینے کے بعد طلبہ نصب و جزم کا معنی جاننے کے ساتھ فعل مضارع کو نصب اور جزم دینے والے کلمات کے بارے میں اچھی طرح واقف ہوجائیں گے، ان کے عمل کی ضروری تفصیل سے آگاہ ہوجائیں گے، اور یہ بھی جان لیں گے کہ ان کی تبدیلی سے الفاظ اور جملوں پر کیا معنوی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

4.2 :تمہید

عربی زبان میں استعمال ہونے والے مفرد الفاظ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(ا) اسم، (۲) فعل (۳) حرف۔ اور فعل کی تین قسمیں ہیں: (ا) ماضی (۲) مضارع (۳) امر۔ فعل ماضی اور امر تو مبنی ہوتے ہیں، وہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں اور ان میں کسی عامل کی وجہ سے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ صرف فعل مضارع معرب ہے جو عامل کے اثر کو قبول کرتا ہے تو کبھی اس پر رفع آتا ہے، کبھی نصب اور کبھی جزم۔

جن لوگوں کو عربی زبان سے واسطہ پڑتا ہے وہ نصب و جزم اور نواصب و جوازم کے الفاظ بکثرت سنتے ہیں، جن کا سطحی اور دھندلا سا تصور تو ان میں بہت سے لوگوں کے ذہن و دماغ میں ہوتا ہے، لیکن ان کی معنوی گہرائی و گیرائی اور عملی تاثیر سے بہت سے ذہن خالی ہوتے ہیں، اسی لیے عربی زبان و ادب میں دست رس اور کمال حاصل کرنے والے عربی نحو و قواعد کے دیگر ابواب کی طرح ان ابواب کی تہ میں بھی اترتے ہیں اور ان کے سمندر میں غواصی کرکے گوہر آب دار پاتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی معرفت کے بغیر صحیح عربی بولنا، لکھنا اور کسی زبان میں اس کا ترجمہ کرنا نہایت دشوار ہے، مگر تھوڑی سی توجہ سے اس بحث کو آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے۔

اس اکائی کے بنیادی طور پر دو جز ہیں:

(ا) نواصبُ الفعل   (۲) جوازم الفعل

آئندہ صفحات میں انھیں دونوں کے متعلّق گفتگو کی جارہی ہے۔

4.3 :نواصب کا لغوی اور اصطلاحی معنی

اس مقام پر نواصب سے مراد "نواصبِ مضارع" ہیں۔

لغوی اعتبار سے نواصب، ناصب کی جمع ہے، جس کا معنی ہے "نصب دینے والا"۔ نصب کا لغوی معنی کھڑا کرنا، بلند کرنا اور گاڑنا ہے۔ اور علم نحو کی اصطلاح میں نصب کا معنی ہے فتحہ (زبر)، اور نونِ اعرابی کو گرا دینا۔ تو جو حروف فعل مضارع کے آخر میں زبر لاتے ہیں، یا ان کے آخر سے نونِ اعرابی کو گرا دیتے ہیں اُن کو "نواصبِ مضارع" کہا جاتا ہے۔

4.4 :فعلِ مضارع کو نصب دینے والے حروف اور ان کا عمل

فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف چار ہیں:

۱- أَنْ   ۲- لَنْ   ۳- كَيْ   ۴- إِذَنْ ۔ یہ حروف فعلِ مضارع کے شروع میں آتے ہیں اور مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق عمل کرتے ہیں:

(الف) یہ حروف مضارع کے پانچ صیغوں کے آخر میں زبر لاتے ہیں، وہ پانچ صیغے یہ ہیں: • یَفْعَلُ، واحد مذکر غائب • تَفْعَلُ، واحد مؤنّث غائب • تَفْعَلُ، واحد مذکر حاضر • أَفْعَلُ، واحد متکلّم • نَفْعَلُ، (متکلّم مع الغیر)

(ب) یہ سات صیغوں کے آخر سے نونِ اعرابی گرادیتے ہیں، وہ صیغے یہ ہیں:

(۱) یَفْعَلَانِ، تثنیہ مذکر غائب (۲) تَفْعَلَانِ، تثنیہ مؤنّث غائب

(۳) تَفْعَلَانِ، تثنیہ مذکر حاضر (۴) تَفْعَلَانِ، تثنیہ مؤنّث حاضر

(۵) یَفْعَلُوْنَ، جمع مذکر غائب (۶) تَفْعَلُوْنَ، جمع مذکر حاضر

(۷) تَفْعَلِیْنَ، واحد مؤنّث حاضر۔

(ج) اور دو صیغوں کا نون اپنی جگہ باقی رہتا ہے، کیوں کہ یہ نونِ بنائی اور جمع مؤنّث کی ضمیر ہے، جو کسی عامل کا اثر قبول نہیں کرتا، وہ صیغے یہ ہیں:

(۱) یَفْعَلْنَ، جمع مؤنّث غائب (۲) تَفْعَلْنَ، جمع مؤنّث حاضر۔

اب نیچے ایک حرفِ ناصب "لَنْ" کے ساتھ فعل مضارع کے تمام صیغے لکھے جارہے ہیں، جس سے اس کے عمل کا نقشہ سامنے آجائے گا، باقی حروف ناصبہ کو بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے:

۱- لَنْ یَّذْهَبَ (وہ ایک آدمی ہرگز نہیں جائے گا) ۲- لَنْ یَّذْهَبَا ۳- لَنْ یَذْهَبُوْا
۴- لَنْ تَذْهَبَ ۵- لَنْ تَذْهَبَا ۶- لَنْ یَّذْهَبْنَ
۷- لَنْ تَذْهَبَ ۸- لَنْ تَذْهَبَا ۹- لَنْ تَذْهَبُوْا
۱۰- لَنْ تَذْهَبِيْ ۱۱- لَنْ تَذْهَبَا ۱۲- لَنْ تَذْهَبْنَ
۱۳- لَنْ أَذْهَبَ ۱۴- لَنْ نَذْهَبَ

4.5: نواصبِ فعل کے معانی اور محلّ استعمال

① **أَنْ**: یہ فعلِ مضارع کو مستقبل کے معنی میں کردیتا ہے، اور اپنے مدخول فعل کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے، اسی لیے اس کو "أَنْ" مصدر یہ بھی کہتے ہیں، جیسے نَرْجُوْ أَنْ نَزُوْرَ مَدِیْنَتَكُمْ (امید ہے کہ ہم آپ کے شہر کا دورہ کریں گے)، اس جملہ کا حاصل عربی زبان میں یہ ہے: نَرْجُوْ زِیَارَةَ مَدِیْنَتَكُمْ۔ (ہمیں آپ کے شہر کا دورہ کرنے کی امید ہے۔)

أَنْ مصدر یہ ناصبہ کا استعمال صرف ایسے جملے میں ہوتا ہے جہاں فاعل کو بعد والے فعل کے ہونے کی امید یا خواہش ہو، جیسے آملُ أَنْ أَفُوْزَ فِي الامتحانِ السَّنَوِيِّ بِالدَّرَجَةِ الْعُلْیَا (امید ہے کہ میں سالانہ امتحان میں فرسٹ ڈویژن پاس ہوں گا۔) أُحِبُّ أَنْ أَخْدِمَ خَلْقَ اللهِ. (میں خلقِ خدا کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔) اسی لیے ظن اور رجحان کا معنی دینے والے فعل کے بعد اس کا آنا صحیح ہے۔ اور یقین کا معنیٰ دینے والے فعل کے بعد جو "أَنْ" آتا ہے وہ مصدر یہ ناصبہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ حرفِ مشبّہ بالفعل ہوتا ہے جسے مخفّف کردیا گیا ہے، جیسے أَحْسِبُ أَنْ لا یَنْتَصِرُ العربُ على عدوِّهِمْ بِغَیْرِ الاتِّحاد (مجھے یقین ہے کہ عرب اتحاد کے بغیر اپنے دشمن پر فتح نہیں پائیں گے۔)

② **لَنْ**: یہ فعل مضارع پر داخل ہوکر اس کے معنی میں تین تبدیلیاں کرتا ہے:

(الف) وہ اسے صرف مستقبل کے معنی میں کردیتا ہے، اب اس سے حال کا معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔

(ب) اس میں نفی کا معنی پیدا کردیتا ہے۔

(ج) نفی میں تاکید اور زور بھی پیدا کرتا ہے، لہٰذا "لَنْ یُفْلِحَ الْخَائِنُوْنَ" کا معنی ہوا "بے ایمان ہرگز فلاح نہیں

پائیں گے“۔

اس لیے ''لَنْ '' کو حرفِ تاکید نفی، حرفِ استقبال اور حرفِ ناصب کہا جاتا ہے۔

③ كَيْ: یہ بھی ”أَنْ“ کی طرح فعل مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اور اپنے بعد والے فعل کے ساتھ مل کر مصدر کے معنی میں ہوجاتا ہے، جیسے ”جِئتُ الْأُستاذَ لِكَيْ أَتَعَلَّمَ“. (میں استاذ کے پاس آیا تاکہ علم حاصل کروں)، عربی میں اس کا حاصل ہے: جِئتُ الأُسْتَاذَ لِلتَّعَلُّمِ. (میں استاذ کے پاس علم حاصل کرنے کے لیے آیا۔)

زیادہ تر اس سے پہلے لامِ جارّہ لفظ میں موجود ہوتا ہے جو گزشتہ فعل کی علّت بیان کرتا ہے۔ اور جہاں لفظ میں نہیں ہوتا وہاں مقدّر مانا جاتا ہے، جیسے جِئْتُ الأُستَاذَ كَيْ أَتَعَلَّمَ. اس صورت میں لامِ جارّہ کے مقدّر ہونے کی وجہ سے یہ اپنے مدخول فعل مضارع کے ساتھ مل کر مصدرِ منصوب کی تاویل میں ہوتا ہے۔

أَنْ کی طرح اس کو بھی حرفِ نصب، حرفِ استقبال اور حرفِ مصدر کہا جاتا ہے۔

④ إِذَنْ: یہ ہمیشہ کسی بات کے جواب میں بولا جاتا ہے، اور زیادہ تر کسی جملے کی جزا کا معنیٰ دیتا ہے، جیسے کوئی شخص آپ سے کہے:: سَأَنْتَقِلُ إِلَى القَرْيَةِ“. (میں جلد ہی گاؤں منتقل ہوجاؤں گا) تو آپ اس کے جواب میں کہیں:”إِذَنْ تَرْتَاحَ مِنْ ضَوْضَاءِ الْـمَدِيْنَةِ“. (تب تو آپ شہر کے شور شرابے سے آرام پاجائیں گے۔)

اور کبھی صرف جواب بنتا ہے، جزا کا معنی نہیں دیتا، جیسے کسی نے آپ سے کہا: " أُحِبُّکَ. " (میں آپ سے محبت کرتا ہوں)، اس کے جواب میں آپ نے کہا: إِذَنْ أَظُنُّکَ صَادِقًا. " (تو میں آپ کو سچا سمجھتا ہوں)، ظاہر سی بات ہے کہ آپ کا مخاطب کو سچّا سمجھنا اُس کے آپ سے محبت کرنے کی جزا نہیں بن سکتا۔

یہ فعل مضارع کو خاص مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، اسی لیے اسے حرفِ جواب، حرفِ جزا، اور حرفِ نصب کے ساتھ ”حرفِ استقبال“ بھی کہتے ہیں۔

إِذَنْ فعل مضارع کو تین شرطوں کے ساتھ منصوب کرتا ہے:

(۱) یہ اس جملہ کے شروع میں ہو جو جواب بن رہا ہے، لہٰذا ”أَنَا إِذَنْ أُكَافِئُكَ“ اور ”وَ اللهِ إِذَنْ لَا أَفْعَلُ“ میں یہ مضارع کو نصب نہیں دے رہا ہے، کیوں کہ ان جملوں میں وہ ابتدا میں نہیں ہے، ہاں! اگر إِذَنْ کو شروع میں لاکر یوں کہا جائے: إِذَنْ وَاللهِ لَا أَفْعَلَ (تب تو خدا کی قسم! میں نہیں کروں گا) تو یہ مضارع کو منصوب کرے گا۔

(۲) اس کے بعد آنے والا فعلِ مضارع صرف مستقبل کے معنی میں ہو، لہٰذا کوئی آپ سے کہے: إِنِّي أُحِبُّكَ (میں واقعی آپ سے محبت کرتا ہوں) تو آپ اس کے جواب میں کہیں: إِذَنْ أَظُنُّكَ صَادِقًا (تب میں تمھیں سچّا سمجھتا ہوں) تو اس صورت میں فعل مضارع منصوب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ یہاں مضارع حال کے معنی میں ہے، مستقبل کے معنی میں نہیں ہے۔

(۳) اس کے اور فعل مضارع کے درمیان قسم اور لاے نفی کے علاوہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص آپ سے کہے: يَجُوْدُ الْأَغْنِيَاءُ بِالْـمَالِ فِي سَبِيْلِ الْعِلْمِ (مال دار علم کی راہ میں اپنا مال خرچ کریں گے) اور آپ اس کے جواب میں کہیں: إِذَنْ هُمْ يَقُوْمُوْنَ بِالْوَاجِبِ (تب تو وہ اپنی ذمہ داری نبھائیں گے۔) تو اس صورت میں فعل مضارع مرفوع رہے گا، منصوب نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اس میں ”إِذَنْ“ اور ”يَقُوْمُوْن“ فعلِ مضارع کے درمیان ”هُمْ“ ضمیر حائل ہے جو قسم اور لاے نفی کے علاوہ ہے۔

فائدہ:

ان حروف کا اردو میں ترجمہ یوں کیا جائے گا:

۱-لَنْ : ہرگز نہیں، قطعاً نہیں، بالکل نہیں۔

۲-أَنْ : کہ، یا اپنے مدخول فعل کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہو جائے گا۔

۴-کَيْ : تاکہ، اس لیے کہ، اس وجہ سے کہ۔

۵-إِذَنْ : تب، تب تو، تو اس وقت، وغیرہ۔

4.6: ”أَنْ“ کہاں کہاں مقدّر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے؟

ان حروفِ ناصبہ میں ”أَنْ“ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ لفظ میں رہتے ہوئے بھی عمل کرتا ہے، اور مقدّر ہو کر بھی عمل کرتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی حرفِ ناصب، مقدّر ہو کر عمل نہیں کرتا۔

”أَنْ“ سات حروف کے بعد مقدّر ہوتا ہے اور فعلِ مضارع کو نصب دیتا ہے، وہ حروف یہ ہیں:

① **حتّٰی** : جب کہ وہ لامِ تعلیل یا ”إِلیٰ“ کے معنی میں ہو اور اس کا مدخول فعلِ مضارع، مستقبل کے معنی میں ہو۔ مثالیں ترتیب وار یہ ہیں: ”سأُسَافِرُ حتی أُحَصِّلَ العِلْمَ.“ (میں جلد ہی سفر کروں گا تاکہ علم حاصل کروں)، ”صُمْ حَتّٰی تَغِيْبَ الشَّمْسُ.“ (روزہ رہ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔)

② **لام تعلیل:** جیسے ”نِمْتُ لِأَسْتَرِيْحَ.“ (میں سویا تاکہ آرام پاؤں۔) اس لام کو ”لامِ کَيْ“ بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ یہ ”کَيْ“ کی طرح تعلیل اور سببیت کا معنی دیتا ہے۔

③ **لامِ جُحُوْد:** جیسے: ”مَاكَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيْهِمْ.“ (اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ اِن (کافروں) کو عذاب دے جب کہ (اے محبوب) تم ان میں موجود ہو۔)

جُحُوْد کا معنی انکار اور نفی ہے۔ اور ”لامِ جُحُوْد“ اس لامِ جارّہ کو کہتے ہیں جو ”کَانَ“ فعلِ ناقص کی نفی کے بعد، نفی کی تاکید کے لیے آئے۔

اس میں اور ”لام کَيْ“ میں ایک فرق یہ ہے کہ ”لامِ جحد“ کان کی نفی کے بعد ہی آتا ہے، جب کہ لامِ کَيْ اس کے بعد نہیں آتا۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ ”لام کَيْ“ کے حذف کر دینے سے جملے کے معنی میں خلل آجاتا ہے اور لامِ جُحُود کے حذف کرنے سے جملہ کے اصل معنی میں خَلل نہیں آتا ہے، کیوں کہ یہ صرف نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔

④ **أَوْ**: جب کہ وہ ”إِلیٰ“ یا ”إِلَّا“ یا ”کَيْ“ کے معنی میں ہو۔ جیسے: ”لَأَنْتَظِرَنَّ صَدِيْقِيْ أَوْ يَجِيْءَ.“ (میں ضرور اپنے دوست کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ وہ آجائے)، ”إِضْرِبُوا الْمُذْنِبَ أَوْ يَتُوْبَ.“ (مجرم کو مارو، مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے)، ”لَأُطِيْعَنَّ اللهَ أَوْ يَغْفِرَلِي ذَنبِي.“ (میں ضرور اللہ کی فرماں برداری کروں گا تاکہ وہ میرے گناہ بخش دے۔)

پہلی مثال میں ”أَوْ“ إِلیٰ کے معنی میں ہے، دوسری مثال میں إلّا کے معنی میں اور تیسری مثال میں ”کَيْ“ کے معنی میں ہے، آخری مثال میں اوّل الذکر دونوں معانی کے لیے نہیں ہو سکتا، ورنہ معنی فاسد ہو جائیں گے۔

⑤ **واو بمعنی مع**: اس واو کے بعد ”أَنْ“ مقدّر ہوتا ہے جب کہ وہ مندرجہ ذیل چیزوں کے جواب میں آئے:

۱-امر، جیسے "اِقْرَأْ وَتَجْلِسَ "(تو بیٹھنے کے ساتھ پڑھ)
۲-نہی، جیسے "لَا تَأْكُلِ السَّمَكَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ."(دودھ پینے کے ساتھ مچھلی نہ کھا)
۳-نفی، جیسے "لَا أُكْرِمُكَ و تُهِيْنَنِي."(ایسا نہیں ہوگا کہ تم میری توہین کرو اور اس کے ساتھ میں تمھاری تعظیم کروں۔)
۴-استفہام، جیسے "هَلْ تَرْحَمُوْنَ وَ تُرْحَمُوا."(کیا ایسا ہوگا کہ تم پر رحم کیا جائے، اس کے ساتھ تم بھی رحم کرو؟)
۵-تمنّی، جیسے "لَيْتَ الشَّمْسَ تَشْرُقُ وَيَسْقُطَ المطرُ."(کاش! بارش ہونے کے ساتھ سورج بھی چمکے۔)
۶-ترجّی، جیسے "لَعَلَّكَ مُنْشَرِحُ الصَّدرِ وتَشْتَرِيَ هٰذا البَيْتَ."(شاید اِس گھر کو خریدنے کے ساتھ آپ مطمئن ہوں گے۔)
۷-عرض، جیسے "أَلَا تَجْلِسُوْنَ وَتَقْرَأُوا."(کیا ایسا نہیں ہوگا کہ آپ لوگ بیٹھیں اور اس کے ساتھ پڑھیں۔)
۸-تحضیض، جیسے " هَلَّا اسْتَقَمْتَ وتَأْمُرَ غَيْرَكَ بِالاِسْتِقَامَةِ."(کیا دوسروں کو راہِ راست پر آنے کا حکم دینے کے ساتھ تو خود راہِ راست پر نہیں آیا۔)
۹-دُعا، جیسے "رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُوسعَ عَلَيَّ رِزْقِيْ."(اے میرے پروردگار! میری روزی کشادہ کرنے کے ساتھ میری مغفرت فرما۔)

یہ واو مَع کے معنی میں ہوتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ پہلے والا فعل اور، بعد والا فعل دونوں ایک ساتھ ایک ہی وقت میں وجود میں آئے، جیسے کہ آپ نے اوپر کی مثالوں میں دیکھا۔

⑥ **فاے سببیہ:** اسے فاے سببیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ اس بات کو بتاتی ہے کہ اس کا ماقبل، مابعد کے لیے سبب ہے، جیسے "لَا تُذْنِبْ فَتُعَاقَبَ."(جرم نہ کر، کہ سزا پائے)، اس مثال میں فا سے پہلے "جرم" کا ذکر ہے اور اس کے بعد "سزا" کا تذکرہ ہے، اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جرم، سزا کا سبب ہے۔

اس فا کے بعد "أَنْ" اسی وقت مقدّر ہوتا ہے جب کہ مذکورہ بالا نو چیزوں کے جواب میں آئے۔ مثالیں ترتیب کے ساتھ درج ذیل ہیں:

۱-زُرْنِيْ فَأُكْرِمَكَ. (مجھ سے ملاقات کر، تاکہ میں تیری عزت افزائی کروں۔)
۲-لَاتَشْتِمْنِيْ فَأُهِيْنَكَ. (مجھے گالی نہ دے کہ میں تیری بے عزتی کروں۔)
۳-مَاتَأْتِيْنَافَتُحدِّثَنَا. (تو ہمارے پاس نہیں آتا کہ ہم سے گفتگو کرے۔)
۴-أَيْنَ بَيْتُكَ فَأَزُوْرَكَ؟ تیرا گھر کہاں ہے، کہ میں تیری ملاقات کو آؤں؟)
۵-لَيْتَ لِيْ مَالًا فأَتَصَدَّقَ بِهٖ. (کاش! میرے پاس مال ہو کہ میں اسے صدقہ کروں۔)
۶-لَعَلَّكَ تُسَافِرُ فَتَزُوْرَنا. (شاید تو سفر کرے گا کہ تیری ہم سے ملاقات ہو۔)
۷-أَلَا تَزُوْرُوْنَنَا فَنُكْرِمَكُمْ. (کیا آپ لوگ ہم لوگوں سے ملاقات نہیں کریں گے کہ ہم آپ کی عزت افزائی کریں۔)
۸-هَلَّا تَرَكْتُمْ التَّدْخِيْنَ فَتَصُوْنُوْا صِحَّتَكُمْ. (کیا تم لوگ سگریٹ پینا نہیں چھوڑو گے کہ اپنی تندرستی کی حفاظت کرو۔)
۹-اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ فَأَنْجَحَ فِيْ الْامْتِحَانِ. (اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں امتحان میں کامیابی حاصل کروں۔)

⑦ **حروفِ عاطفہ: واو، فا، ثُمَّ اور أَوْ:** ان حروف کے بعد "أَنْ" اس وقت مقدّر ہوتا ہے جب کہ ان کا معطوف علیہ اسم صریح جامد ہو۔ مثالیں ترتیب وار یہ ہیں:

۱-"لَوْلَا اللهُ وَيَلْطُفَ بِيْ لَهَلَكْتُ."(اگر اللہ تعالیٰ اور اس کی مہربانی میرے ساتھ نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔)

۲-"تَعْبُكَ فتنَالَ المَجْدَ خَيْرٌ لَكَ." (تیرا محنت کر کے عزّت وعظمت حاصل کرنا تیرے لیے بہتر ہے۔)
۳-"مِنْ الْأَفْضَلِ قِرَاءَتُكَ الكِتابَ ثُمَّ تُعِيْرَهُ إلى غَيْرِكَ." (تمھارا کتاب پڑھنا، پھر اُسے کسی کو دے دینا بہتر ہے۔)
۴-"لَامَفرَّ مِنْ ذهَابِكَ أَوْ أَذْهَبَ." (تیرا جانا یا میرا جانا ضروری ہے۔)

4.7: خُلاصۂ بحث نواصب مضارع

عربی زبان میں فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف چار ہیں:

(۱)أنْ (۲)لَنْ (۳)كَيْ (۴)إذَنْ.

یہ حروف فعل مضارع کے تمام صیغوں پر داخل ہوتے ہیں، اور درج ذیل تفصیل کے مطابق عمل کرتے ہیں:

(الف) نونِ اعرابی والے سات صیغوں سے نونِ اعرابی کو گرا دیتے ہیں۔ **(ب)** جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغوں میں جو نون ہے وہ نونِ اعرابی نہیں، بلکہ نونِ بنائی ہے، جو لفظ میں کسی عامل کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔ اس لیے اِن حروف کے داخل ہونے کے بعد بھی یہ نون ساقط نہیں ہوتا، بلکہ لفظ میں موجود رہتا ہے۔ **(ج)** ان نو صیغوں کے علاوہ باقی پانچ صیغوں کے آخر میں یہ فتحہ لے آتے ہیں۔

اِن حروفِ ناصبہ میں اصل "أَنْ" ہے، اسی لیے یہ لفظ میں رہتے ہوئے بھی عمل کرتا ہے اور مقدّر ہو کر بھی عمل کرتا ہے۔

"أَنْ" سات جگہوں پر مقدّر ہو کر فعلِ مضارع کو نصب دیتا ہے:

(۱) حتّٰی کے بعد (۲)لام تعلیل کے بعد (۳)لامِ جحد کے بعد (۴)أَوْ بمعنی إلی یا إلّا یا كَيْ کے بعد(۵)واو بمعنی مع کے بعد(۶)فاے سببیہ کے بعد(۷)حروفِ عاطفہ: واو، فا، ثُمَّ اور أَوْ کے بعد۔

ان حروف کا اردو میں ترجمہ یوں ہوگا:

لَنْ•(ہرگز نہیں، قطعاً نہیں، بالکل نہیں۔)•أَنْ(کہ)•كَيْ(تاکہ، اس لیے کہ، اس وجہ سے کہ)•إذَنْ (تب، تب تو، تو اس وقت)۔

4.8: جوازم کا لغوی اور اصطلاحی معنی

اس مقام پر "جوازمِ فعل" سے مراد جوازمِ فعلِ مضارع ہیں۔

لغوی اعتبار سے جوازم، جازم کی جمع ہے، جس کا لغوی معنی ہے "جزم دینے والا" یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے، جس کا مصدر "جزم" ہے، جزم کا لغوی معنی "قطعیت، یقین، عزم اور پختگی" ہے، اور علمِ نحو کی اصطلاح میں "حذفِ حرکت، حذفِ حرفِ علت اور حذفِ نونِ اعرابی" کو جزم کہا جاتا ہے، اور جو الفاظ فعلِ مضارع کے آخر سے حرکت کو حذف کر کے سکون پیدا کرتے، یا حرفِ علت کو ساقط کرتے یا نونِ اعرابی گراتے ہیں انھیں "جوازمِ مضارع" کہتے ہیں۔

4.9: جوازم کا عمل

یہ تمام الفاظ فعلِ مضارع کے شروع میں آتے ہیں اور درج ذیل تفصیل کے مطابق عمل کرتے ہیں:

(الف) یہ فعلِ مضارع کے پانچ صیغوں میں آخری حرف کی حرکت گرا کر اسے ساکن کر دیتے ہیں اگر یہ آخری حرف، حرفِ

علّت نہ ہو، وہ پانچ صیغے یہ ہیں:

•يَفْعَلُ (واحد مذکر غائب) •تَفْعَلُ (واحد مؤنّث غائب) •تَفْعَلُ (واحد مذکر حاضر) •أَفْعَلُ (واحد متکلّم) •نَفْعَلُ (متکلّم مع الغیر)۔

(ب) اور اگر اِن صیغوں میں آخری حرف، حرفِ علّت ہو تو یہ اُسی حرف کو گرا دیتے ہیں۔ جیسے لَمْ يَدْعُ ،لَمْ يَرْمِ ،لَمْ يَخْشَ.

لَمْ يَدْعُ اصل میں يَدْعُوْ تھا جس کے آخر میں حرفِ علّت واو تھا۔ لَمْ يَرْمِ اصل میں يَرْمِيْ تھا، جس کے آخر میں حرفِ علّت یا تھی، اور لَمْ يَخْشَ اصل میں يَخْشٰى تھا جس کے آخر میں حرفِ علّت الف تھا، جب "لَمْ" جازمہ ان پر داخل ہوا تو ان سب سے ان حروفِ علت کو گرا دیا۔

(ج) یہ الفاظ نونِ اعرابی والے سات صیغوں کے آخر سے نونِ اعرابی کو ساقط کر دیتے ہیں، وہ صیغے یہ ہیں:

چار تثنیہ کے صیغے، اور تین: صیغے جمع مذکر غائب، جمع مذکر حاضر اور واحد مؤنّث حاضر۔ جیسے:

۱-لَمْ يَذْهَبَا (تثنیہ مذکر غائب) -۲-لَمْ تَذْهَبَا (تثنیہ مؤنّث غائب) -۳-لَمْ تَذْهَبَا (تثنیہ مذکر حاضر) -۴-لَمْ تَذْهَبَا (تثنیہ مؤنّث حاضر) - ۵-لَمْ يَذْهَبُوْا (جمع مذکر غائب) - ۶-لَمْ تَذْهَبُوْا (جمع مذکر حاضر) - ۷-لَمْ تَذْهَبِيْ (واحد مؤنّث حاضر)۔

(د) اور دو صیغوں میں یہ کچھ عمل نہیں کرتے، اور ان کے آخر کا نون اپنی جگہ باقی رہتا ہے، کیوں کہ یہ نون، نونِ اعرابی نہیں، بلکہ نونِ بنائی ہے اور یہ جمع مؤنّث کی ضمیر بھی ہے، اسی لیے یہ کسی عامل کا اثر قبول نہیں کرتا۔ وہ صیغے یہ ہیں:

(۱) لَمْ يَذْهَبْنَ. جمع مؤنّث غائب (۲) لَمْ تَذْهَبْنَ. جمع مؤنّث حاضر

اب نیچے ایک کلمۂ جازمہ کے ساتھ فعلِ مضارع کے تمام صیغے لکھے جا رہے ہیں، جس سے اس کے عمل کا پورا نقشہ سامنے آجائے گا، اور آسانی کے ساتھ اسے ذہن میں بٹھایا جاسکے گا، باقی کلماتِ جازمہ کو بھی اسی پر قیاس کرلیں۔

۱-لَمْ يَذْهَبْ	-۲- لَمْ يَذْهَبَا	-۳- لَمْ يَذْهَبُوْا
۴-لَمْ تَذْهَبْ	-۵- لَمْ تَذْهَبَا	-۶-لَمْ يَذْهَبْنَ
۷-لَمْ تَذْهَبْ	-۸- لَمْ تَذْهَبَا	-۹- لَمْ تَذْهَبُوْا
۱۰-لَمْ تَذْهَبِيْ	-۱۱- لَمْ تَذْهَبَا	-۱۲- لَمْ تَذْهَبْنَ
۱۳-لَمْ أَذْهَبْ	۱۴- لَمْ نَذْهَبْ	

4.10: ایک فعل کو جزم دینے والے کلمات کے معانی اور احکام

جوازمِ مضارع دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) ایک فعل کو جزم دینے والے (۲) دو فعل کو جزم دینے والے

ایک فعلِ مضارع کو جزم دینے والے کلمات چار ہیں:

۱-لَمْ -۲- لَمَّا -۳-لامِ امر -۴-لائے نہی۔

4.10.1 لَمْ اور لَمَّا فعلِ مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور اسے ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ اِس طرح یہ دونوں اپنے مدخول فعل کے معنی میں دو طرح کی تبدیلیاں کرتے ہیں: ایک تو یہ مثبت کو منفی کے معنی میں کرتے ہیں۔ دوسرے یہ مضارع کو ماضی کے معنی

میں کر دیتے ہیں۔ جیسے "لَمْ يَكْتُبْ خَالِدٌ." (خالد نے نہیں لکھا۔)، "لَمَّا يَكْتُبْ خَالِدٌ." (خالد نے ابھی تک نہیں لکھا۔)

4.10.2 لَمْ اور لَمَّا کے درمیان معنی اور استعمال کے اعتبار سے مندرجہ ذیل طریقوں سے فرق پایا جاتا ہے:

(الف) "لَمْ" صرف نفی کرتا ہے، جب کہ "لَمَّا" استغراقِ نفی کا معنی دیتا ہے، یعنی اس کی نفی، متکلّم کے بولنے تک پورے زمانۂ ماضی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے، جیساکہ اوپر کی مثالوں میں آپ نے دیکھا کہ پہلے جملے میں صرف فعل (لکھنے) کی نفی ہوئی ہے کہ "خالد نے نہیں لکھا" جب کہ دوسرے جملے میں اس کی نفی ہوئی ہے کہ خالد نے متکلّم کے یہ جملہ بولنے کے وقت تک نہیں لکھا۔ یہ دونوں کے اصل معنی میں فرق ہوا۔

لیکن اگر آپ "لَمْ" کے مدخول مضارع کے بعد لفظِ "بَعْدُ" یا "إلى الآنِ" بڑھادیں تو وہ بھی "لَمَّا" کا معنی دے گا۔ جیسے اوپر والی مثال کو آپ یوں کردیں: "لَمْ يَكْتُبْ خَالِدٌ بَعْدُ"، یا "لَمْ يَكْتُبْ خَالِدٌ إلَى الآنِ" تو معنی ہوگا "خالد نے اب تک نہیں لکھا۔"

(ب) "لَمَّا" سے جس فعل کی نفی کی جاتی ہے مستقبل میں اس کے حصول کی توقُّع اور امید ہوتی ہے جب کہ "لَمْ" سے یہ امید ظاہر نہیں ہوتی۔ جیسے آپ کہیں: "لَمَّا أُسَافِرْ" (ابھی تک میں نے سفر نہیں کیا۔) تو اس میں اس بات کا اظہار ہے کہ آپ کو آئندہ زمانے میں سفر کی امید ہے، اور آپ اس کے منتظر ہیں، اور اگر آپ کہیں: "لَمْ أُسَافِرْ" (میں نے سفر نہیں کیا) تو اس سے آئندہ زمانے میں سفر کی توقع اور انتظار کا اظہار نہیں ہوتا ہے۔

(ج) ادواتِ شرط کے بعد "لَمْ" کا آنا صحیح ہے، جب کہ "لَمَّا" کا آنا صحیح نہیں۔ اسی لیے "إنْ لَّمْ تَجْتَهِدْ تَنْدَمْ" (اگر تو محنت نہیں کرے گا تو پچھتائے گا) کہنا درست ہے، اور "إنْ لَمَّا تَجْتَهِدْ تَنْدَمْ" کہنا درست نہیں۔

(د) قرینہ پائے جانے پر "لَمَّا" کے مدخول فعلِ مضارع کا حذف جائز ہے، جب کہ عام حالات میں "لَمْ" کے مدخول فعل کا حذف جائز نہیں ہے۔ صرف ضرورتِ شعری کی وجہ سے جائز ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں: "قَارَبْتُ مَكَّةَ وَ لَمَّا." اس جملے کی اصل عبارت ہے: "قَارَبْتُ مَكَّةَ وَ لَمَّا أَدْخُلْهَا." (میں مکّہ کے قریب آگیا اور ابھی اس میں داخل نہیں ہوا۔) جب کہ "قَارَبْتُ مَكَّةَ وَلَمْ أَدْخُلْ" کہنا صحیح نہیں ہے۔

فائدہ: جو "لَمَّا" فعلِ ماضی پر آتا ہے وہ نہ تو نفی کا معنی دیتا ہے اور نہ حرفِ جازم ہوتا ہے، بلکہ وہ کلمۂ ظرف ہوتا ہے جو "حِيْنَ" کے معنی میں ہوتا ہے، وہ دو فعلِ ماضی پر داخل ہوتا ہے جیسے "لَمَّا طَلَعَ القَمَرُ اهْتَدَيْتُ." (جب چاند نکلا تو میں نے صحیح راستہ پایا۔) اس کو مضارع پر داخل کرنا صحیح نہیں ہے۔ تو اگر مضارع کے ساتھ ظرف والا معنی ادا کرنا ہو تو "لَمَّا" کے بجائے "حِيْنَ" یا "حِيْنَمَا" استعمال کرنا چاہیے۔ جیسے حِيْنَمَا أَتَعَشَّى أَتَمَشَّى (جب میں رات کا کھانا کھاتا ہوں چہل قدمی کرتا ہوں۔)

4.10.3 : لامِ امر کے ذریعے کوئی فعل طلب کیا جاتا ہے، جیسے "لِيُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِنْ سَعَتِهٖ." (مال دار کو اپنے مال سے خرچ کرنا چاہیے۔)

لامِ امر عموماً مکسور ہوتا ہے، لیکن جب وہ واوِ عاطفہ اور فاے عاطفہ کے بعد آئے تو زیادہ تر ساکن ہوجاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد "فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ." اور ثُمَّ کے بعد بہت کم ساکن ہوتا ہے۔

4.10.4 : لاے نہی کے ذریعے کسی کام سے باز رہنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، جیسے: "لَا تَيْأَسْ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ۔" (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)

یہ "لا" حاضر اور غائب کے صیغوں پر بکثرت آتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ." (اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو)، لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ." (کافر ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ہم جو انھیں مہلت

دے رہے ہیں وہ ان کے لیے بہتر ہے۔) اور متکلّم مجہول کے صیغوں میں بھی اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے، لیکن متکلّم معروف کے صیغوں میں اس کا آنا، نادر ہے۔

4.11: دو فعلوں کو جزم دینے والے الفاظ

دو فعلوں کو جزم دینے والے الفاظ کو "کلماتِ جازمہ" "ادواتِ شرط جازمہ" اور "كَلِمُ المجازاة" کہا جاتا ہے۔

4.11.1 **ادوات شرط:** وہ کلمات ہیں جو دو جملوں پر داخل ہو کر یہ بتاتے ہیں کہ متکلّم کے نزدیک پہلے جملے کا مضمون دوسرے کے لیے سبب ہے، پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو "جزا" کہتے ہیں۔

اس تعریف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شرط و جزا میں پہلے جملے کا دوسرے کے لیے حقیقت میں سبب ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ اتنا کافی ہے کہ وہ متکلّم کے نزدیک ایسا ہو، جیسے إِنْ تَشْتِمْنِي أُكْرِمْكَ (اگر تم مجھے گالی دوگے تو میں تمھاری تعظیم و تکریم کروں گا۔) اس مثال میں شتم (گالی دینا) اکرام (تعظیم و تکریم) کا سبب حقیقی نہیں ہے، بلکہ متکلّم نے اپنے مکارم اخلاق کا اظہار کرتے ہوئے اسے اس کے لیے سبب مان لیا ہے، یعنی وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ اخلاق کریمانہ کی اس بلندی پر فائز ہے کہ گالی جو لوگوں کے نزدیک توہین کا سبب ہے وہ اس کے نزدیک تعظیم و تکریم کا باعث ہے۔[۱]

4.11.2 ادواتِ شرط جازمہ گیارہ ہیں:

۱- إِنْ -۲- إِذْمَا -۳-مَنْ -۴- مَا -۵-مَهْمَا -۶- مَتى -۷-أَيَّانَ -۸-أَيْنَ -۹-أَنّٰى -۱۰-حَيْثُمَا -۱۱-أَيّ .

ان میں سے إِنْ تو بالاتفاق حرف ہے، "إِذْمَا" کے حرف اور اسم ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔[۲] اور باقی نو، بالاتفاق اسم ہیں۔ پھر ان میں "أَيّ" معرب ہے اور باقی آٹھ مبنی ہیں۔

4.12: ادواتِ شرط جازمہ کے معانی اور احکام

4.12.1 : ادواتِ شرط جازمہ کے معانی اور احکام کی وضاحت کچھ اس طرح ہے:

(۱) إِنْ : (بمعنی اگر)، یہ ادواتِ شرط جازمہ کی اصل ہے، جیسے "إِنْ تَعْمَلْ خَيْرًا تَلْقَ خَيْرًا." (اگر تو بھلائی کرے گا تو بھلائی پائے گا۔)

(۲) یہ ان کی اصل اس لیے ہے کہ سبھی ادواتِ شرط جازمہ کے ضمن میں "إِنْ" کا معنی پایا جاتا ہے۔ مثلاً "مَنْ يَجْتَهِدْ يَنْجَحْ." کا مطلب ہے: إِنْ يَجْتَهِدْ أَحَدٌ يَنْجَحْ." لیکن سیبویہ نے اپنے استاذ خلیل بن احمد فراہیدی بصری کے حوالے سے "الکتاب" میں لکھا ہے کہ یہ اِن ادواتِ شرط کی اصل اس لیے ہے کہ شرط کا معنی اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا، جب کہ دیگر ادواتِ شرط کبھی شرط کے معنی سے خالی ہو کر دوسرے معانی بھی دیتے ہیں۔

(۳) إِذمَا: (بمعنی اگر، جب)، یہ بھی "إِنْ" یا "مَتٰی" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے إِذْمَا تَكْسَلْ تَخْسَرْ (اگر

---

(۱) شرح الجامی علی كافية ابن الحاجب، ص : ۳۰۴، ۳۰۵، مجلس البركات ، الجامعة الاشرفيه، مبارك پور

(۲) "إِذْمَا" کے بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے، سیبویہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ حرف ہے، اور مبرّد، ابن السرّاج اور ابو علی فارسی وغیرہ کے نزدیک یہ اسم ہے جو مَتی کے معنی میں ظرفِ زمان ہے۔

(دیکھیے: شرح شذور الذهب، ص : ۴۴۳، دار الفكر ، بيروت، لبنان، الطبعة الثانية ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء)

تم کاہلی کروگے تو گھاٹے میں رہوگے۔یا۔"جب" سستی کروگے تو خسارے میں پڑوگے۔)

(۴) مَنْ : (بمعنی جو شخص، جو کوئی) یہ اسم مبہم ہے جو عُقلا کے لیے آتا ہے، جیسے " مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ." [النساء:۱۲۳] (جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔)

(۵) مَا : (بمعنی جو، جو چیز، جو کچھ) یہ بھی اسم مبہم ہے جو غیر ذوی العقول کے لیے استعمال ہوتا ہے، جیسے مَا تَزْرَعْ تَحْصُدْ. (جو بوؤگے وہی کاٹوگے۔)

(۶) مَهْمَا : (بمعنی جو کچھ، جتنا کچھ، جو کچھ بھی ہو) یہ بھی "مَا" کی طرح غیر عاقل کے لیے آتا ہے، جیسے "مَهْمَا يَدَّعِ المُدَّعُوْنَ يَبْقَ لُبْنَانُ عَرَبِيًّا." (دعویٰ کرنے والے کچھ بھی دعویٰ کریں لُبنان عربی ہی رہے گا۔)

(۷) مَتٰى: (بمعنی جب، جس وقت) یہ ظرفِ زمان ہے جس میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے "مَتىٰ تَعْتَذِرْ يُقْبَلِ اعْتِذَارُكَ." (تم جب عذر پیش کروگے تمھارا عذر قبول کیا جائے گا۔)

(۸) أَيَّانَ: (بمعنی جب بھی) یہ ظرفِ زمان ہے جس میں شرط کا معنی شامل ہوتا ہے، جیسے "أَيَّانَ تُطِعِ اللهَ يُسَاعِدْكَ." (تم جب بھی اللہ کی فرماں برداری کروگے وہ تمھاری مدد کرے گا۔)

(۹) أَيْنَ : (بمعنی جہاں، جہاں بھی، جہاں کہیں) یہ ظرفِ مکان ہے جس میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے "أَيْنَ تَقِفْ أَقِفْ." (جہاں تم اتروگے وہیں میں اتروں گا۔)

اس کے ساتھ "ما" زائدہ کثرت سے استعمال ہوتا ہے، جیسے "اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ." [النساء:۷۸] (تم جہاں بھی رہوگے موت وہیں تمھیں پالے گی۔)

(۱۰) أَنّٰى : (بمعنی جہاں، جہاں بھی، جہاں کہیں) یہ بھی "أَيْنَ" کی طرف ظرفِ مکان کے لیے آتا ہے اور شرط کے معنی کو متضمّن ہوتا ہے۔مگر اس کے ساتھ "ما" زائدہ نہیں آتا۔جیسے "أَنّٰى تَتَجَّهْ فِيْ كَشْمِيْرَ تَرَ جَمَالَ الطَّبِيْعَةِ." (تم کشمیر میں جہاں کا بھی رخ کروگے قدرتی حسن وجمال دیکھوگے۔)

(۱۱) حَيْثُمَا: (بمعنی جہاں، جہاں کہیں)، یہ بھی ظرفِ مکان ہے، جس میں شرط کے معنی شامل ہوتے ہیں، اور یہ "مَا" کے ساتھ فعل مضارع کو جزم کرتا ہے۔جیسے "حَيْثُمَا تَذْهَبْ أَذْهَبْ." (تم جہاں جاؤگے میں بھی جاؤں گا۔)

(۱۲) أَيٌّ : (بمعنی جو، جس، جہاں، جب، جس طرح) یہ ادواتِ شرط میں سب سے زیادہ مبہم ہے، اس لیے اس کے معنی کی تعیین اس کے مضاف الیہ کے اعتبار سے ہوتی ہے، جیسے "أَيَّ رَجُلٍ تُكْرِمْ أُكْرِمْ." (جس آدمی کی تم تعظیم کروگے میں اس کی تعظیم کروں گا)، "أَيَّ كتابٍ تَأْخُذْ آخُذْ." (جو کتاب تم لوگے وہی میں لوں گا۔) أَيَّ وقتٍ تُسَافِرْ أُسَافِرْ. (جس وقت تم سفر کروگے میں کروں گا۔)، "بِأَيِّ قَلَمٍ تَكْتُبْ أَكْتُبْ." (جس قلم سے تم لکھوگے اسی سے میں لکھوں گا۔)

یہ عموماً مفرد کی طرف مضاف ہوکر ہی استعمال ہوتا ہے، لیکن جب اس کا مضاف الیہ محذوف ہوجاتا ہے تو اس کے عوض میں اس کے آخر میں تنوین آتی ہے، اور کبھی تاکید کے لیے اس کے آخر میں "ما" زائدہ بھی آجاتا ہے۔جیسے ارشاد باری تعالیٰ: "أَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسنىٰ." [الإسراء : ۱۱۰] (جو بھی کہہ کر پکارو سب اچھے نام اُسی کے ہیں۔)

4.12.2 : اوپر گزر چکا ہے کہ ادواتِ شرط میں "أَيٌّ" ہی معرب ہے، اور اس کا اعراب مضاف الیہ کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

اِس اِجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ کسی وقت یا جگہ کی طرف مضاف ہو تو یہ مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔جیسے "أَيَّ يَوْمٍ تَصُمْ أَصُمْ." (جس دن تم روزہ رکھوگے اسی دن میں روزہ رکھوں گا۔)، "أَيَّ مَدِيْنَةٍ تَدْخُلْ أَدْخُلْ." (جس شہر

میں تم داخل ہوگے اسی میں میں داخل ہوں گا۔)

اور اگر مصدر کی طرف مضاف ہو تو یہ فعلِ شرط کا مفعولِ مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ جیسے "أَيَّ سَيْرٍ تَسِرْ أَتَّبِعْكَ." (جو چال تم چلوگے میں تمھاری پے روی کروں گا۔)

اور جب یہ ظرف اور مصدر کے علاوہ کسی اسم کی طرف مضاف ہو اور اس پر حرف جر داخل نہ ہو تو اعراب میں اس کا حال "مَنْ" کی طرح ہوگا، تو کبھی مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا، جیسے "أَيّ رَجُلٍ يَجْتَهِدْ يَنْجَحْ." (جو شخص کوشش کرے گا کامیاب ہوگا۔) یا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا جیسے اوپر کی پہلی اور دوسری مثال۔

اور جب اس پر حرفِ جر داخل ہو یا یہ مضاف الیہ بنے تو یہ مجرور ہوگا، جیسے "فِيْ أَيِّ مَطْعَمٍ تَأْكُلْ آكُلْ." (جس ریسٹورنٹ میں تم کھاؤگے اُسی میں مَیں کھاؤں گا۔)، "كِتَابَ أَيِّ تَاجِرٍ تَشْتَرِ أَشْتَرِ." (جس تاجر کی کتاب تم خریدوگے اُسی کی کتاب میں خریدوں گا۔)

4.13: شرط وجزا کے کچھ احکام وشرائط

4.13.1: شرط کے لیے ضروری ہے کہ اس میں درج ذیل چھ باتیں پائی جائیں:

(۱) شرط ایسا فعل ہو جو معنی کے اعتبار سے ماضی نہ ہو۔ اِسی لیے شرط جملۂ اسمیہ نہیں ہوسکتی۔ اور قرآنِ کریم میں جو "وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْه." [التوبة: ٦] آیا ہے، جس میں بظاہر جملہ اسمیہ شرط واقع ہوا ہے، تو حقیقت یہ ہے کہ یہاں جملۂ اسمیہ نہیں بلکہ جملۂ فعلیہ ہی ہے، اور اس میں "أَحَدٌ" فعلِ شرط محذوف کا فاعل ہے، بعد میں آنے والا فعل اس فعلِ محذوف کی تفسیر ہے، تقدیرِ عبارت یہ ہے: "وَإِنِ اسْتَجَارَكَ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَك فَأَجِرْه." (اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دے دو۔)

یوں ہی ان ادوات کی شرط ایسا فعل نہیں ہوسکتی جو معنی کے اعتبار سے ماضی ہو، اسی لیے "إِنْ سَافَرْتَ أَمْسِ سَافَرْتُ." کہنا صحیح نہیں۔

(۲) وہ فعلِ خبری ہو۔ فعلِ خبری کا مطلب یہ ہے کہ وہ امر یا نہی نہ ہو اور ایسا فعل بھی نہ ہو جس سے پہلے ادواتِ استفہام یا ادواتِ عرض یا ادواتِ تحضیض میں سے کوئی ہو۔

(۳) وہ فعلِ متصرّف ہو، جامد وغیر متصرّف نہ ہو۔

فعلِ متصرّف اس فعل کو کہتے ہیں جس سے ماضی، مضارع، امر وغیرہ کے صیغے استعمال میں آتے ہوں۔ اور غیر متصرّف اُسے کہتے ہیں جو ایسا نہ ہو۔ لہذا "إِنْ لَيْسَ خَلِيْلٌ حَاضِرًا حَضَرْتُ" کہنا صحیح نہیں۔

(۴) اُس پر "قَدْ" داخل نہ ہو، اِسی وجہ سے "إِنْ قَدْ وَقَفَ الْأُسْتَاذُ وَقَفْتُ" بولنا صحیح نہیں۔

(۵) وہ فعل مَا، لَنْ اور لَمَّا نافیہ کے ذریعے منفی نہ ہو، ہاں، "لَم" یا "لَا" کے ذریعے وہ منفی ہو تو شرط بننا صحیح ہے۔ اسی لیے "إِنْ مَا حَضَرْتَ نَدِمْتَ." کہنا صحیح نہیں، اور "إِنْ لَّمْ تَحْضُرْ نَدِمْتَ" کہنا صحیح ہے۔

(۶) اس فعل پر سین یا سَوف داخل نہ ہو، لہذا "إِنْ سَيَعْتَدِل الجَوُّ نَخْرُج لِلنُّزْهة." کہنا صحیح نہیں ہے۔

4.13.2: جزا اور جوابِ شرط کے لیے بھی در اصل انھیں چھ شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن جب ان شرائط سے خالی ہونے کی وجہ سے جزا اپنی شرط سے غیر مربوط ہوجاتی ہے تو اس سے پہلے فاے جزائیہ لانا ضروری ہوجاتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے جزا کا شرط سے ربط وتعلّق ہوجائے۔ جوابِ شرط پورا جملہ ہوتا ہے، صرف فعل نہیں۔

4.14: فاے جزائیہ کے مقامات

کچھ صورتوں میں جزا پر فا کا لانا ضروری ہوتا ہے، کچھ صورتوں میں جائز، اور کچھ صورتوں میں ناجائز۔ اب یہاں ہر ایک حکم کو اس کی صورتوں کے ساتھ علاحدہ علاحدہ بیان کیا جا رہا ہے:

4.14.1 : فاے جزائیہ کے وجوب کی صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں جزا پر فا لانا ضروری ہے:

(۱) جب جزا جملہ اسمیہ ہو، جیسے "إِنْ تُسَافِرْ فَأَنَا مُسَافِرٌ مَعَكَ." (اگر تم سفر کروگے تو میں تمھارے ساتھ سفر کروں گا۔)

(۲) جب وہ فعل طلبی ہو، جیسے "إِنْ تَسْمَعِ الـمِذْيَاعَ فَلَا تُزْعِجْ بِصَوْتِهِ جَارَكَ الْمَرِيْضَ." (اگر تم ریڈیو سنو تو اس کی آواز سے اپنے بیمار پڑوسی کو پریشانی میں نہ ڈالو۔)

(۳) جب وہ فعل جامد (غیر متصرّف) ہو۔ جیسے "مَنْ يَّزُرْنِيْ فَلَسْتُ أُقَصِّرُ فِيْ إِكْرَامِهِ." (جو مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اس کے اعزاز میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔)

(۴) جب "مَا" یا "لَنْ" کے ذریعے اس کی نفی کی گئی ہو۔ جیسے "مَنْ يَّأْتِ إِلَيَّ فَمَا أَرُدُّهُ خَائِباً- یا- فَلَنْ أَرُدَّهُ خَائِباً." (جو میرے پاس آئے گا تو میں اُسے ناکام واپس نہیں کروں گا۔- یا- میں ایسے ہرگز ناکام واپس نہیں کروں گا۔)

(۵) جب اس پر "قَدْ" داخل ہو۔ جیسے "إِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَّه مِنْ قَبْلُ." (اگر یہ چوری کرے تو اس کا ایک بھائی بھی پہلے چوری کر چکا ہے۔)

(۶) جب جزا پر سین یا سَوْف داخل ہو۔ جیسے "إِنْ أَسَأْتَ فَسَتَنْدَمُ -یا- فَسَوْفَ تَنْدَمُ." (اگر تم بدسلوکی کروگے تو جلد- یا- بہ دیر پچھتاؤگے۔)

(۷) جب اُس کے شروع میں "رُبَّمَا" ہو۔ جیسے "إِنْ تَذْهَبْ فَرُبَّمَا أَذْهَبُ." (اگر تم جاؤ تو شاید میں بھی جاؤں۔)

(۸) جب اس کے آغاز میں "كَأَنَّمَا" ہو۔ جیسے "مَنْ خَالَفَ إِحْدىٰ فَرَائِضِ الدِّيْنِ فَكَأَنَّمَا خَالَفَهَا جَمِيْعًا." (جو دین کے ایک فریضے کی مخالفت کرے تو گویا اس نے سارے فرائض کی مخالفت کی۔)

(۹) جب اس کی ابتدا میں کوئی کلمۂ شرط ہو۔ جیسے "مَنْ يُّجَاوِرْكَ فَإِنْ كَانَ حَسَنَ الخُلُقِ فَتَقَرَّبْ مِنْه." (جو تمھارے پڑوس میں رہے تو اگر وہ خوش اخلاق ہو تو اس سے نزدیک ہو جا۔)

4.14.2 : فاے جزائیہ کے جواز کی صورتیں:

جب جزا شرط بننے کے لائق ہو، اور اس میں وہ تمام شرائط پائے جاتے ہوں جو شرط کے لیے ضروری ہیں تو اس صورت میں دونوں کے درمیان لفظی مناسبت پائی جانے کی وجہ سے جزا کو شرط سے مربوط کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے اس صورت میں فاے جزائیہ کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے۔

اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) جزا مضارع مثبت ہو۔ جیسے "إِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ." [الأنفال : ۱۹] (اگر تم پھر وہی کام کروگے تو ہم بھی پھر وہی کام کریں گے۔)، "وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللهُ مِنْهُ." [المائدة : ۹۵] (اور جو شخص دوبارہ یہی حرکت کرے گا تو اللہ اس سے بدلہ لے گا۔)

(۲) وہ مضارع منفی بلا ہو، جیسے "فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ." [الأعراف : ۳٤] جب کہ انھیں کلمات کے ساتھ یہ آیت سورۂ یونس (آیت: ۴۹) میں فا کے ساتھ آئی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: (تو جب ان کی مقررہ

میعاد آجائے گی ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔)

4.14.3 : فاے جزائیہ کے ناجائز ہونے کی صورتیں:

درج ذیل دو صورتوں میں جزا پر فا کا لانا، ناجائز ہے:

(۱) جزا لفظ کے اعتبار سے فعل ماضی ہو، اور اس پر "قَدْ" داخل نہ ہو، نہ لفظاً، نہ تقدیراً۔ جیسے "إِنْ خَرَجْتَ إِلَى الْمُسْتَشْفیٰ لِلعِیَادَةِ خَرَجْتُ إِلَیْهِ لَهَا." (اگر آپ عیادت کے لیے اسپتال جائیں گے تو میں بھی اس کے لیے وہاں جاؤں گا۔)

(۲) جزا معنی کے اعتبار سے فعل ماضی ہو۔ جیسے "إِنْ دَعَوْتَنِيْ لَمْ آتِكَ." (اگر آپ مجھے بلائیں گے تو میں آپ کے پاس نہیں آؤں گا۔)

4.14.4 : کبھی "إِذَا" فجائیہ، فاے جزائیہ کی جگہ آتا ہے جب کہ دو شرطیں پائی جائیں:

(۱) اداتِ شرط "إِنْ" یا "إِذَا" ہو۔

(۲) جزا جملۂ اسمیہ خبریہ ہو، جس پر "إِنَّ" اور کوئی اداتِ نفی داخل نہ ہو۔ جیسے "و إِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيْهِمْ إِذَاهُمْ يَقْنَطُوْنَ." [الروم:٣٦] اور "فَإِذَا أَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عَبَادِهٖ إِذَاهُمْ يَسْتَبْشِرُوْن." [الروم: ٤٨]

4.15: شرط و جزا کے احوال و احکام

شرط و جزا کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) دونوں مضارع ہوں۔

(۲) دونوں ماضی ہوں۔

(۳) شرط ماضی ہو اور جزا مضارع ہو۔

(۴) شرط مضارع ہو اور جزا ماضی ہو۔

(۵) شرط مضارع یا ماضی ہو، اور جزا پر "فا" یا "إِذا" فجائیہ داخل ہو۔

پہلی صورت میں دونوں کا مجزوم ہونا واجب ہے، جیسے "إِنْ تَزُرْ مَعْرِضَ الکِتَابِ تَرَ مَا يَسُرُّكَ." (اگر تم کتاب کے میلے کا دورہ کروگے تو وہاں وہ چیزیں دیکھوگے جو تمھیں خوش کردیں گی۔)

دوسری صورت میں دونوں محلاً مجزوم ہوں گے، لفظ میں جزم نہ ہوگا، کیوں کہ فعل ماضی مبنی ہوتا ہے۔ جیسے "إِنْ هَجَرْتَ الوَطَنَ نَدِمْتَ." (اگر تم وطن چھوڑوگے تو پچھتاؤگے۔)

تیسری صورت میں شرط محلاً مجزوم ہوگی اور جزا میں جزم اور رفع دونوں جائز ہے، مگر جزم بہتر ہے، جیسے "إِنْ أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ نَخْرُجْ لِلنُّزْهَةِ." (اگر سورج طلوع ہوگا تو ہم تفریح کے لیے باہر نکلیں گے۔)

چوتھی صورت میں شرط میں لفظاً جزم واجب ہے، اور جزا محلاً مجزوم ہوگی۔ جیسے حدیثِ رسول: "مَنْ يَّقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَاناً وَ احْتِسَاباً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ." [أخرجه البخاري في صحيحه] (جو شخص ایمان اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے شبِ قدر میں نفلی نماز پڑھے گا اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔)

پانچویں صورت میں شرط اگر مضارع ہو تو لفظاً، اور ماضی ہو تو محلاً مجزوم ہوگی اور دونوں حال میں جزا محلاً مجزوم ہوگی۔ جیسے "فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْساً وَ لَا رَهَقًا." [الجن: ١٣] (تو جو اپنے رب پر ایمان لائے گا اُسے نہ کسی نقصان کا اندیشہ ہوگا، نہ ظلم و ستم کا۔)

اور ارشادِ باری تعالیٰ: "وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ اِذَا هُمۡ يَقۡنَطُوۡنَ ۝٣٦ "[الروم:٣٦](اور اگر ان کے اعمال کی وجہ سے انھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یکا یک وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔)

4.16: جزم بالطلب کا مطلب اور صورتیں

جب فعل مضارع، طلب کا معنی رکھنے والے کسی کلمے کے بعد آئے اور اس کا جواب بنے تو وہ مجزوم ہوگا، طلب کا معنی رکھنے والے کلمات درج ذیل ہیں:

امر–نہی–دعا–استفہام–تمنّی–ترجّی–عرض–تحضیض۔

مثالیں ترتیب وار یہ ہیں: "تَعَلَّمْ تَفُزْ." (علم حاصل کرو تاکہ کامیاب ہو)، "لَاتَجْبُنْ يَهَبْكَ النَّاسُ." (بزدلی نہ کرو تاکہ لوگ تم سے ڈریں)، "رَبِّ وَفِّقْنِيْ أَنْجَحْ." (اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے تاکہ میں کامیابی پاؤں۔)، "هَلْ تَفْعَلُ خَيْرًا تُؤْجَرْ." (کیا تم نیکی کروگے تاکہ تمھیں اجر ملے)، "لَيْتَ الطَّائِفِيَّةَ تَزُوْلُ يَتَقَدَّمْ بَلَدُنَا." (کاش! فرقہ واریت/گروہی تعصّب ختم ہو جائے، تاکہ ہمارا ملک ترقی کرے۔)، "لَعَلَّكَ تُطِيْعُ اللهَ تَفُزْ بِالسَّعَادَةِ." (شاید تم اللہ کا حکم مانو، کہ سعادت سے بہرہ مند ہو۔)، "أَلَا تُسَاعِدُنِيْ نُصْلِحْ هٰذِهِ السَّيَّارَةَ." (کیا آپ میری مدد نہیں کریں گے، کہ ہم اس گاڑی کو ٹھیک کریں۔)، "هَلَّا تَقْبَلُ نَصِيْحَتِيْ تَفُزْ." (کیا تو میری نصیحت قبول نہیں کرے گا کہ کامیاب ہو۔)

ان صورتوں میں فعل مضارع کے مجزوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے "إِنْ" شرطیہ اپنی شرط کے ساتھ محذوف ہوتا ہے۔ تو پہلی مثال "تَعَلَّمْ تَفُزْ." کی اصل عبارت ہوگی: "تَعَلَّمْ ، إِنْ تَتَعَلَّمْ تَفُزْ." اسی پر دوسری مثالوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

- طلب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ خاص طور پر امر، نہی، استفہام وغیرہ کے صیغوں سے ہو، بلکہ ہر اس لفظ کے بعد فعلِ مضارع مجزوم ہوتا ہے جو طلب کے معنی میں ہو، اگرچہ لفظ کے اعتبار سے وہ خبر کی صورت میں ہو۔ جیسے "تُطِيْعُ أَبَوَيْكَ ، تَلْقَ خَيْراً." عربی میں اس کا معنی ہے: "أَطِعْ أَبَوَيْكَ الخ." (یعنی اپنے والد کا حکم مانو، تاکہ بھلائی پاؤ۔)
- کلمۂ طلب کے بعد فعلِ مضارع کے مجزوم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ متکلّم اس میں جزا کا ارادہ کرے اور یہ بیان کرنا چاہے کہ اِس فعل مضارع کا سبب پہلے والے الفاظ کا مفہوم ہے، جس طرح جزا کا سبب شرط ہوتی ہے۔ اگر متکلّم کا مقصود یہ نہ ہو تو وہاں فعلِ مضارع سے پہلے شرط مقدّر نہیں ہوگی، اور مضارع، مجزوم ہونے کے بجائے لازمی طور پر مرفوع ہوگا۔ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ: "خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ." [التوبة: ١٠٣]

4.17: خلاصۂ بحثِ جوازم

جوازم جازم کی جمع ہے، یہ جزم مصدر کا اسم فاعل ہے، نحویوں کی اصطلاح میں جزم، حذف کو کہتے ہیں، جس کی کئی صورتیں ہیں (۱) حذفِ حرکت یعنی سکون، (۲) حذفِ حرفِ علّت، (۳) حذفِ نون اعرابی۔

جوازم، مضارع کے پانچ صیغوں کے آخر سے حرکت حذف کر کے سکون پیدا کرتے ہیں، جب کہ ان کے آخر میں حرفِ علت نہ ہو۔ وہ صیغے یہ ہیں: يَفْعَلُ ، تَفْعَلُ ، تَفْعَلُ ، أَفْعَلُ ، نَفْعَلُ اور آخر میں حرفِ علت ہونے کی صورت میں اسے حذف کر دیتے ہیں اور نون اعرابی والے سات صیغوں سے نونِ اعرابی کو گرا دیتے ہیں۔ جب کہ نونِ بنائی والے دو صیغوں میں لفظاً ان کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔

- **فعل مضارع کو جزم دینے والے کلمات دو طرح کے ہیں:**

(الف) ایک فعل مضارع کو جزم دینے والے۔ (ب) دو فعلِ مضارع کو جزم دینے والے۔

- ایک فعلِ مضارع کو جزم دینے والے کلمات چار ہیں: ۱- لَمْ -۲- لَمَّا -۳- لام امر -۴- لائے نہی

لَمْ صرف ماضی کے معنی دیتا ہے، لَمّا استغراقِ نفی کا، لامِ امر فعل کی طلب کا اور لائے نہی فعل کی ممانعت کا۔

- دو فعلوں کو جزم دینے والے کلمات گیارہ ہیں: ۱- إِنْ -۲- إِذْمَا -۳- مَنْ -۴- مَا -۵- مَهْمَا -۶- مَتَى -۷- أَيَّانَ -۸- أَيْنَ -۹- أَنَّى -۱۰- حَيْثُمَا -۱۱- أَيّ .

یہ دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں، پہلے کو "شرط" اور دوسرے کو "جزا" کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کو "ادواتِ شرط جازمہ" اور "كَلِمُ المجازاة" بھی کہا جاتا ہے۔

ان ادواتِ شرط میں اصل "إِنْ" ہے۔ باقی کلمات کے اصل معنی میں "إِنْ" کا معنی شامل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ "إِنْ" کی طرح جزم کرتے ہیں۔

اور ان کلمات میں صرف "أيّ" معرب ہے، جس کا اعراب مضاف الیہ کے اعتبار سے رفع، نصب یا جر ہوتا ہے۔ باقی تمام کلمات مبنی ہیں۔

- **ہر فعل، شرط نہیں بنتا بلکہ اس کے لیے کچھ شرطیں ہیں:**

۱- وہ ایسا فعل ہو جو معنی کے لحاظ سے ماضی نہ ہو۔ ۲- وہ فعل خبری اور متصرف ہو۔ ۳- اس پر قد، سین یا سوف داخل نہ ہو۔ ۴- ما، لم اور لمّا نافیہ کے ذریعے اس کی نفی نہ کی گئی ہو۔

- جزا اور جوابِ شرط کے لیے بھی دراصل انھی چھ شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن جزا جب ان شرائط سے خالی ہونے کی وجہ سے اپنی شرط سے غیر مربوط ہوجاتی ہے تو اس سے پہلے فاے جزائیہ کا لانا ضروری ہوتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے جزا کا شرط سے ربط و تعلّق ہوجائے۔

- **درج ذیل صورتوں میں جزا پر فاے جزائیہ کا لانا واجب ہوتا ہے:**

۱- جب وہ جملہ اسمیہ ہو -۲- وہ فعل طلبی ہو -۳- وہ فعل جامد ہو -۴- جب مَا یا لَنْ کے ذریعے اس کی نفی کی گئی ہے -۵، ۶- جب اس پر قَدْ یا حرف استقبال و تنفیس داخل ہو۔ -۷، ۸- جب اس کے شروع میں "رُبَّمَا" یا "كأنّما" ہو۔

- **دو صورتوں میں فاے جزائیہ کا لانا جائز ہے:**

۱- جزا مضارع مثبت ہو -۲- وہ مضارع منفی بلاَ ہے۔

- **دو صورتوں میں فاے جزائیہ کا لانا جائز نہیں ہے:**

۱- جزا لفظ کے اعتبار سے فعلِ ماضی ہو اور اس پر قد داخل نہ ہو، نہ لفظاً، نہ تقدیراً -۲- جزا معنی کے اعتبار سے فعل ماضی ہو۔

کبھی إذا فجائیہ فاے جزائیہ کی جگہ آتا ہے۔ اس کے لیے دو شرطیں ہیں:

۱- ادات شرط "إِنْ" یا "إِذَا" ہو۔ ۲- جزا جملہ اسمیہ خبریہ ہو جس پر إِنّ یا کوئی ادواتِ نفی داخل نہ ہو۔

- **شرط و جزا کے اعراب کی کئی صورتیں ہیں:**

۱- دونوں مضارع ہوں تو دونوں لازمی طور پر لفظاً مجزوم ہوں گے۔

۲- دونوں ماضی ہوں تو دونوں محلاً مجزوم ہوں گے۔

۳- شرط ماضی اور جزا مضارع ہو تو شرط محلاً مجزوم ہوگی اور جزا میں جزم و رفع دونوں جائز ہیں۔

۴-شرط مضارع اور جزا ماضی ہو تو شرط میں لفظاً جزم واجب ہے اور جزا محلاً مجزوم ہوگی۔
۵-شرط مضارع یا ماضی ہو اور جزا پر "فا" یا "إذا" فجائیہ داخل ہو تو شرط کے مضارع ہونے کی صورت میں لفظاً اور ماضی ہونے کی صورت میں محلاً جزم ہوگا۔ اور جزا دونوں صورتوں میں محلاً مجزوم ہوگی۔
جب فعل مضارع کس کلمۂ طلب (امر، نہی، دعاء، استفہام، تمنّی، ترجّی، عرض، تحضیض) کا جواب بنے تو وہ مجزوم ہوگا۔

☆-☆-☆

4.18: نمونے کے امتحانی سوالات

4.18.1: مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب تیس سطروں میں لکھیے:

ا-فعلِ مضارع کو نصب دینے والے حروف کے معانی اور مواقعِ استعمال مثالوں کے ساتھ لکھیے۔
۲-"أَنْ" ناصبہ کہاں کہاں مقدّر ہو کر عمل کرتا ہے، مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔
۳-دو فعل مضارع کو جزم دینے والے الفاظ، ان کے معانی اور احکام تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے۔
۴-جوازمِ فعل کی بحث کا خلاصہ اپنی زبان میں تحریر کیجیے۔

4.18.2: مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پندرہ سطروں میں تحریر کیجیے:

ا-نواصبِ فعل کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیے، پھر ان کے عمل کو بیان کیجیے۔
۲-نواصبِ فعل کی بحث کا خلاصہ اور نچوڑ اپنے انداز میں تحریر کیجیے۔
۳-جوازمِ مضارع کا عمل وضاحت کے ساتھ قلم بند کیجیے۔
۴-ایک فعل کو جزم دینے والے حروف کے معانی اور احکام مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔

4.19: مطالعے کے لیے مُعاوِن کتابیں

١-أوضح المسالك إلى ألفية ابن مالك: للإمام جمال الدين عبدالله بن يوسف المعروف بابن هشام الأنصاري المصري (ت : ٧٦١ھ) ، المكتبة العصرية ، صيدا ، بيروت ، لبنان ، ١٤٢٥ھ—٢٠٠٤م.

٢-شرح الجامي على كافية ابن الحاجب: للعلامة عبدالرحمٰن بن أحمد الجامي(٨١٧ھ—٨٩٨ھ) ، مجلس البركات ، الجامعة الأشرفية ، مبارك فور ، أترابرديش ، ١٤٢٢ھ—٢٠٠١م.

٣-جامع الدروس العربية: للشيخ مصطفى الغلاييني ، دارالكتاب العربي ، بيروت ، لبنان ، ١٤٢٥ھ—٢٠٠٥م.

٤-نحو اللغة العربية: للدكتور أسعد النادري ، المكتبة العصرية ، صيدا ، بيروت ، لبنان ، ١٤٢٥ھ —٢٠٠٥م.

٥-كافية النحو : للأستاذ نفيس أحمد المصباحي (مؤلّف هذه الوحدة) مجلس البركات ، الجامعة الأشرفية ، مبارك فور ، أعظم جره ، الهند ، ١٤٣٣ھ — ٢٠١٢م.

٦-القواعد الأساسية للغة العربية : للسيّد أحمد الهاشمي المصري ، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان (غير مؤرّخ)

٧-مصباح الإنشاء: للأستاذ نفيس أحمد المصباحي ، مجلس البركات ، الجامعة الأشرفية ، مبارك فور ، أعظم جراه ، الهند ، الطبعة الأولىٰ: ١٤٣٦ھ — ٢٠١٥م.

☆-☆-☆